Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/256

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.256

Title The embodiment of Pakhtoon woman in khyber Pakhtoonkhwa's urdu fiction,”

Author (s): Naheed Akhtar,Prof.Dr.Muhammad Abbas

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation:

Naheed Akhtar, Prof. Dr. Muhammad Abbas "The embodiment of Pakhtoon woman in khyber Pakhtoonkhwa's urdu fiction” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021): 155-163

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

خیبر پختون خوا کے اردو افسانوں میں پختون عورت کی عکاسی (اسلامی اصولوں کی روشنی میں)

The embodiment of pakhtoon woman in khyber pakhtoonkhwa's .urdu fiction

*ناہید اختر
**ڈاکٹر محمد عباس

Abstract

Women are considered modesty, veil and honor in Khyber Pakhtoon Khwa .While in Islam, they are honored by the names of Surahs of Qur'an that are called Surah Al-Nisa and another Surah is called Surah Maryam. Islam has bestowed it's blessings on humanity by giving women their rightful place in the society. In Urdu fiction and poetry, the concept of women has changed over time. In Urdu Afsana, a woman is portrayed differently in every sphere of life. In this article, female characters of Khyber Pakhtoon Khwa fiction have been critically analyzed by the author. Khyber Pakhtoon Khwa fiction writers have given an entirely new meaning to Urdu literature by merging the incomparable culture of Khyber Pukhtoon Khwa with the elegance of Islam.

Keywords: Maryam, pukhton khwa, fiction, Surahs of Qur'an, Islam

*ناہید اختر، پی ایچ ڈی سکالر، اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور
**ڈاکٹر محمد عباس، صدر شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور

خیبر پختون خوا میں اسلامی شعائر کی پابندی کی جاتی ہے اور اسلامی معاشرہ کہلانا باعثِ فخر سمجھا جاتا ہے۔اسلام میں مرد اور عورت برابر ہیں اگر کہیں ان میں اختلاف ہے تو وہ ان کے دائرہ عمل میں ہے۔بطور انسان دونوں کا کردار معاشرے کے لیے ایک جیسا لازم و ملزوم ہے۔اسلام میں مرد وزن ایک دوسرے کے رفیق ہیں حریف نہیں۔دونوں کے حقوق وفرائض کا تعین اس طرح کیا گیا کہ وہ اپنے دائرہ کار میں رہ کر کسی بھی آپسی مقابلہ بازی کے بغیر اور ایک دوسرے سے الجھے بغیر معاشرے کی بہتری اور ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتے رہیں۔اصل اہمیت تقویٰ کو حاصل ہے۔اعمال کے حوالے سے جزا اور سزا کا معیار تقویٰ یعنی پرہیز گاری اوراللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے راستے پر زندگی گزارنا ہے نہ کہ مرد ہونا یا عورت ہونا۔سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ترجمہ:۔لوگو!ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔درحقیقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے ۔"(۱)

پدر سر ی معاشرہ ہونے کی وجہ سے پختون خوا میں مردوں کی ہر بات مقدم سمجھی جاتی ہے۔عورت کو وہ تمام حقوق دینے کا عندیہ دیا جاتا ہے جو اسلام نے اسے عطا کیے ہیں اور ان سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزاریں۔اللہ تعالیٰ نے عورت پر مرد کو ایک درجہ فضیلت دی ہے جس کی وجہ انتظامی امور سنبھالنا ہے نہ کہ اسے حاکمیت سونپی ہے۔پختون مرد اس بات سے اچھی طرح باخبر ہیں۔اسی بات کو افسانہ "سچائی" میں عباس اپنے دوست کو سمجھاتے ہوئے کہتا ہے:

" اگر میراث میں عورت کو مرد کے مقابلے میں نصف حصہ دیا جا تا ہے تو اس کے لیے حق مہر بھی تو مقرر ہے۔ماں ،شوہراور اولا د کی جائیداد میں بھی اس کا حصہ ہے۔عورت کی ساخت کے اعتبار سے اسے ذمہ داریاں سونپ دی گئی ہیں۔کھیتوں میں ہل چلانا ، بھاری مشینری کا استعمال کرنا ، بوجھ اٹھانا ، مردوں کی طرح مزدوری کرنا ، سرحدوں کی حفاظت کے لیے ساری ساری رات جاگ کر پہرے دینا ، چوکیداری کرنا، اس کی جبلت اور جسمانی ساخت سے لگا نہیں کھا تا۔"(۲)

معاشرے میں موجود مختلف انسان زندگی کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے رویوں اور کرداروں کے نشان چھوڑ جاتے ہیں۔انھی سے کہانیاں بنتی ہیں جنھیں افسانہ نگار اپنے قلم کے ذریعے امر کر دیتے ہیں۔پختون معاشرے میں یہ عام رویہ ہے کہ بیٹے کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور بیٹی کی پیدائش ان کے لیے افسردگی کا باعث ہوتی ہے۔ شمیم فضل خالق کے افسانہ "بدلہ"میں پشتونوں کے اس رویے کی عکاسی کی گئی ہے۔افسانے میں بھیا کافی تجل خواری کے بعد ایسی بیوی ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جو خوبصورتی اور نیک سیرتی میں اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔اس کی بیوی مسرت شادی کے بعد اپنے شوہر اوراکلوتی نند کو

خوش رکھتی ہے اور انہیں شکایت کا کوئی موقع نہیں دیتی۔وہ اپنی خدمت گزار طبیعت اور اور خوشگوار فطرت کی بدولت گھر کو خوشیوں کا گھوارہ بنا دیتی ہے۔

اس کی یہ قربانی تب بیکار چلی جاتی ہے اورزندگی تلخیوں سے بھر جاتی ہے جب وہ بیٹے کی بجائے بیٹی کو جنم دیتی ہے جبکہ اس کے شوہر کی خواہش تھی کہ بیٹا ہو۔جب اسے پتا چلتا ہے کہ بیٹی ہوگی تو وہ بیوی سے اتنا لا تعلق اور بے حس ہو جاتا ہے کہ اسے ہسپتال لے کر بھی نہیں جاتا۔اس کی نندرانی کو یہ دیکھ کرافسوس ہوتاہے کہ بھائی اب بھابھی کی کوئی خاص فکر نہیں کرتا۔اسی دوران جب اس کی دوسری بیٹی پیدا ہوتی ہے تو وہ مزید بر ہم ہو جاتا ہے۔وہ ہسپتال میں اپنی بیوی کو دیکھنے تک نہیں جاتا۔اس وقت رانی کے ساتھ وہ جس طرح بات کر تا ہے اس سے اس بات کی مزید توثیق ہوتی ہے کہ پختون معاشرے میں بیٹے کی پیدائش باپ کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے اور ایک شوہر اپنی بیوی کو بیٹیوں کی پیدائش کا قصوروار ٹھہرا کر اسے کس نظر سے دیکھتا ہے :

"جب سے یہ منحوس عورت اس گھر میں آئی ہے خدا نے میری التجا سننا چھوڑ دی ہے۔"(۳)

دوسری بیٹی کی پیدائش کے بعد بھائی کا رویہ اپنی بیوی کے ساتھ رویہ یکسر تبدیل ہو جاتا ہے۔وہ ہر وقت اسے غصہ کرتا رہتا ہے۔اپنی بہن کے لیے مثالی بھائی ، بیوی کے لیے مثالی شوہر اور بیٹیوں کے لیے مثالی باپ نہ بن سکا۔ اس امید کے ساتھ وہ نمازی ، پرہیزگار بن جاتا ہے ، نوافل پڑھتا ہے ،روزے رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ختم قرآن مجید بھی کرتا ہے کہ اس مرتبہ اسے بیٹی کی پیدائش کی منحوس خبر نہ ملے۔

یعنی اس کا اسلام سے واسطہ اپنی طلب پوری کرنے کے لیے ہوتا ہے۔اس کی امید اس مرتبہ پھر ٹوٹ جاتی ہے اور ایک بار پھر وہ بیٹی کا باپ بن جاتا ہے۔اب تو اس کی حالت زخم کھائے سانپ جیسی ہوتی ہے۔وہ بیوی کو بیٹیوں کی پیدائش کا ذمہ دار سمجھ کر اسے نفرت کا نشانہ بنالیتا ہے۔وہ تب تک اس کے ظلم وستم کا نشانہ بنی رہتی ہے جب تک ایک بیٹے کی ماں نہیں بن جاتی۔اگلی مرتبہ جب بیٹا پیدا ہوتا ہے تب کہیں جاکر مسرت کی زندگی میں سکون آتا ہے ورنہ اسے گھر سے نہ بھی نکالا جاتا تو ناکردہ گناہ کی پاداش میں شوہر اس کے سر پر سوکن لا کر بٹھاسکتا تھا۔بیٹے کی خواہش میں دوسری اور تیسری شادی کرنا پختون مردوں کے لیے عام سی بات ہے۔حالانکہ اسلام میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا گیا کہ بیٹی یا بیٹا عورت کی مرضی اور خواہش سے ہوتے ہیں۔یہ تو اللہ کی دین ہے وہ جسے چاہے جیسا نواز دے۔زمانہ قدیم میں عرب اقوام میں بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا عام روش تھی۔ اسلام نے سختی سے بیٹیوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔قران مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا ان کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں یقیناً ان کا قتل گناہ کبیرہ ہے۔"(۴)

بیٹیوں کے قتل کو گناہ کبیرہ کہہ کر ہر مسلمان مرد وزن کو اس سے روک لیا گیا صرف یہ نہیں بلکہ اسلام نے بیٹی کو والدین کے لیے قیامت کے روز بخشش کا وسیلہ قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ در گور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اپنے بیٹوں کو اس پر ترجیح نہ دے تواللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا"۔(۵)

اسلام کے ان سبھی احکامات سے پختون باخبر ہیں۔وہ ان بیٹیوں کی زندگی بخش دیتے ہیں جو ان کی مرضی کی زندگی گزارتی ہیں۔بیٹیوں کو عزت اور غیرت کہہ کر ان پر زندگی کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ان کی چھوٹی سی حرکت باپ کا نام بدنام کر سکتی ہے یہ کہہ کر ان کا گھر سے نکلنا موقوف کر دیا جاتا ہے۔انہیں کس سے بات کرنی ہے اور کس سے نہیں یہ ان کے گھر کے بڑے طے کرتے ہیں۔اور ان سب کو اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔یہی اسلام جب عورت کو اس کے حصے کی جائیداد دینے کا حکم دیتا ہے تب پختون مرد کان لپیٹ لیتے ہیں۔جب شادی کا وقت آتا ہے تو ایسی جگہ رشتے کو فوقیت دی جاتی ہے کہ جہاں سے سسرال والے دلہن کی جائیداد کا تقاضا نہ کریں۔اگر کسی کا بیٹا نہ ہو تو ایسی صورتحال میں شریعت، قانون اور پختون ریت ورواج کے بہانے تربور بھی اس کی جائیداد کے حصہ دار بن کر سامنے آجاتے ہیں۔مفلس درانی کے افسانہ "بیٹا دو روپے کا" میں پختون معاشرے کی اسی مزاج کی عکاسی کی گئی ہے کہ بیٹی کے ہوتے ہوئے بھی اس کا باپ شیر علی خان ہمیشہ اسی ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے کہ اگر بیٹا نہ ہوا تو اس کی ساری خاندانی وراثت اور امارت غیروں میں چلی جائے گی:

"اس نے اپنی بیٹی شیرینہ کا رشتہ ایک دوسرے گاؤں کے بڑے خان کے بیٹے سے طے کیا تھا۔اور اس کی پشتو (غیرت) یہ گوارا نہیں کرتی تھی کہ اس کی خانی اور جائیداد دوسرے گاؤں میں چلی جائے۔"(٦)

خیبر پختون خوا میں عورتوں کو وہ تمام حقوق دینے کا عندیہ دیا جاتا ہے جو اسلام نے انہیں عطا کیے ہیں۔مرد وزن دونوں اپنی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزارنا پسند کرتے ہیں۔اس کے باوجود مال جائیداد کے معاملات میں اکثر وبیشتر بہنوں بیٹیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔میراث کی تقسیم کے لیے سورہ النساء میں واضح کر دیا گیا ہے کہ وراثت میں خواتین کے لیے حصہ طے شدہ ہے۔بیٹیوں کے لیے حصہ اس طرح طے کیا گیا ہے:

"اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں ،بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے"۔(۷)

وارث کو اس کی میراث نہ دینے اور اس کے حق پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے بارے میں حدیث پاک ﷺ ہے:

"جو اپنے وارث کو میراث دینے سے بھاگے، اللہ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث قطع فرما دے گا"۔(۸)

افسانے کا کردار شیر علی خان ایک روایتی پختون مرد کی طرح اپنی اکلوتی بیٹی کے بارے میں سوچنے کی بجائے جائیداد کے بارے میں سوچتا رہتا۔ وہ اسے مساجد اور یتیموں میں بانٹنے کا سوچتا تاکہ آخرت سنور جائے اور اس کے ترBوروں کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ بیٹی کی زندگی اپنی جائیداد میں سے ایک پائی وصول نہ کرنے کے بعد کیسی ہوگی یہ اس نے کبھی نہیں سوچا۔ اسی طرح پختون مرد اپنی بہن بیٹیوں کے حصے ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اسلام نے انہیں جو عزت دی ہے اس معاشرے میں ان کے بارے میں سوچ اس سے کافی حد تک مختلف ہے۔ سوچ کا یہ بدلاؤ اان رسوم ورواج کی وجہ سے ہے جو ہندوؤں کے ساتھ صدیوں تک ایک ہی علاقے میں رہنے کی وجہ سے ان میں آئے ہیں۔

۱۴سو سال قبل جب عورتیں معاشرے میں بدسلوکی کا نشانہ تھیں اور انہیں زندگی کی کوئی بھی سہولت میسر نہ تھی۔ علم و تعلم کا تو ذکر ہی کیا، ان کی حیثیت خرید و فروخت کے سامان جیسی تھی تب اسلام نے انہیں علم سیکھنے پر آمادہ کیا۔ حضرت عائشہؓ دینی معاملات میں لوگوں کی رہنمائی کیا کرتی تھیں۔ حضرت صفیہؓ فقہ کی ماہرہ، حضرت ام سلمہؓ عالموں کی استاد، حضرت ام درداؓ سائنس کی ماہرہ اور حضرت سیدہ نفیسہؒ امام شافعی کی استاد تھی۔ حضرت سیدہ نفیسہؒ نے اپنے مدرسے میں شہر اور ملک سے باہر سے آنے والی لڑکیوں کی رہائش کے انتظامات کیے تھے ۔اس وجہ سے انہیں خواتین کے لیے پہلی یونیورسٹی کھولنے کا اعزاز بھی دیا جاتا ہے۔ جبکہ "اقراء" سے شروع ہونے والے دین کے پختون معاشرے کے پیروکار آج بھی، یعنی صدیوں بعد بھی تعلیم حاصل کرنے کے لیے روزانہ گھر سے باہر نکلنے کو اچھا نہیں سمجھتے اور عصری تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کو پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسکول جانے سے یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے کہ لکھنا پڑھنا آگیا بس اتنا کافی ہے۔ ویسے بھی اگلے گھر جا کر چولہا چوکھا ہی کرنا ہے اور اس کے لیے تعلیم کی کیا ضرورت ہے۔ زیادہ تر دیہی اور قبائلی علاقوں کی عورتوں کو جدید تعلیم سے دور رکھنے کے لیے یہ رویہ اپنایا جاتا ہے۔

پختون معاشرے میں پردے کا قدیم علاقائی تصور ابھی تک موجود ہے اور زیادہ تر عورتیں ٹوپی والا برقعہ پہنتی ہیں۔ اس کے علاوہ علاقائی ثقافتی چادریں جنہیں پڑونے کہا جاتا ہے، اوڑھ کر پردہ کیا جاتا ہے۔ اس کلچر میں جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں لوگ انھیں بے شرم اور بے حیا جیسے القابوں سے نوازتے ہیں۔ پختون عورت نہ صرف چادر اور چار دیواری کا پردہ کرتی ہے بلکہ اس سے یہ بھی توقع رکھی جاتی ہے کہ اس کی نہ صرف آواز بلکہ نام تک کسی غیر مرد کے کانوں تک نہ پہنچے۔

پختون لڑکیوں کو گھر کے اندر بھی پردے کی اہمیت بتائی جاتی ہے اور وہ ایک بڑا سا دوپٹہ لپیٹے رہتی ہیں۔پردے کو آڑ بنا کر لڑکیوں کو نہ صرف تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ ان پر زندگی کے تمام دروازے بند رکھے جاتے ہیں یہاں تک کہ ڈاکٹر کے پاس لے جانا بھی باعثِ شرم سمجھا جاتا ہے۔افسانہ ''چودہ اگست'' میں پختون معاشرے میں تعلیم کی کمی اور لاعلمی کا ذکر کوہستانی علاقے کے لوگوں کے حوالے سے کیا گیا ہے ۔افسانہ نگار کے مطابق تعلیم کی کمی کی وجہ سے لوگ اپنے مریض کو بروقت ہسپتال نہیں پہنچا پاتے۔علاج معالجہ وقت پر نہ ہونے کی وجہ سے وہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے :

''مریضہ اس وقت ہسپتال میں قدم رکھتی ہے جب سانس اس کا ساتھ چھوڑ رہا ہو۔ایک تو جہالت دوسر الاعلمی ، تیسرا اپنے پرانے رسم ورواج پر ڈٹے رہنا، مریضہ کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔''(۹)

پختونوں کی سماجی زندگی میں مذہب کا عمل دخل بہت زیادہ ہے۔پختون عورتیں مذہب اور مذہبی اقدار نباہنے کی سختی سے پابند ہیں۔وہ اپنی زندگی میں مذہبی اقدار کو اولیت دیتی ہیں۔جہالت اور لاعلمی صرف تعلیم اور علاج معالجہ کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ دیگر معاملات میں بھی ان کی زندگی اجیرن بنائے رکھتی ہے۔

اسلام کے اصولوں سے ناواقفیت کی وجہ سے پیر، فقیر، تعویذ گنڈے کرنے والے اور مزاروں کے حوالے سے مشرکانہ رسوم ورواج کو دین سمجھا جاتا ہے جو کہ انتہائی غلط بات ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سے مانگنے کی بجائے مزاروں پر جا کر منتیں مانگیں جاتی ہیں۔ پختون معاشرے میں عورتیں مزاروں پر جاتے وقت اپنے ساتھ نذر و نیاز بھی لے کر جاتی ہیں۔یہ نذر و نیاز کھانے پینے کے لوازمات اور کپڑے لتّے پر بھی مشتمل ہوتے ہیں، سرخ وسبز رنگوں کی جھنڈیاں بھی بنائی جاتی ہیں جنہیں مزار پر آویزاں کیا جاتا ہے۔مزار کے احاطہ میں پڑے ملنگوں اور فقیروں کو نقدی کی صورت میں بھی نیاز سے نوازا جاتا ہے۔افسانہ 'آرزوئیں اور فاصلے '' میں پختون عورتوں کی اسی کمزوری کا ذکر کیا گیا ہے۔افسانے میں سلطانے جو چرس کے نشہ کا عادی ہے ایک دن چرس پینے گاؤں کے بڑے مقبرے کارخ کرتا ہے۔وہاں نشہ کے عادی جوان بیٹھے ہوتے ہیں ان کے ساتھ مل کر سلطانے بھی خوب جی بھر کر چرس پیتا ہے۔مقبرے کے قریب دف کی آواز سن کر اسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہاں سے عورتیں گزر رہی ہیں۔وہ خالی ہاتھ ہوتا ہے اور عورتوں کی ضعیف الاعتقادی کے بارے میں جانتا ہے اس لیے وہ قمیص اتار کر اپنے نیچے بچھا دیتا ہے اور وہاں دم سادھے لیٹا رہتا ہے۔لڑکیاں اور عورتیں مقبرے میں پہنچ کر سلطانے کو اس حال میں دیکھ لیتی ہیں۔اس موقع پر افسانہ نگار اس معاشرے کی عورتوں میں علم کی کمی اور ان کی جہالت پیش کرتے ہوئے لکھتی ہے :

”عورتوں کا ہجوم قریب آگیا۔۔۔۔ہر جوان اور ہر بوڑھی عورت نے غازی بابا کے مزار کو بے شار درود و سلام بھیجے اور سلطانے کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑی ہو گئیں۔اتنے میں شمروزے نے آواز دی۔۔۔لڑکیو! کچھ پاس ہو تو نذر کرو تاکہ خدا تمھارے دل کی مرادیں پوری کر دے۔“(۱۰)

یعنی دل کی مرادیں پوری ہونا اور قسمت جاگ اٹھنا مزار میں پڑے فقیروں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ فقیر اللہ والے کہلاتے ہیں جنہوں نے اللہ کے لیے دنیاترک کی ہوتی ہے۔اسی بات کا فائدہ چالاک اور دھوکہ باز لوگ اٹھاتے ہیں اور عورتیں کم علمی کی وجہ سے ان کے دام میں آجاتی ہیں۔

پختون معاشرہ کی بنیاد ہی مذہب ہے جو صرف اسلام ہے۔پختون معاشرے میں جو بھی قدم اٹھایا جاتا ہے اسے مذہب کی کسوٹی پر پرکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دین داری اور اسلامی احکام کی پیروی کو پختون معاشرے میں اولیت حاصل ہے۔پختون معاشرے میں جو عورت پردے کی پابند اور نماز روزہ رکھنے والی ہوتی ہے اسے بلند مقام دیا جاتا ہے اور لوگ اسے عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پختون گھرانوں میں نماز کی پابندی پر زور دیا جاتا ہے۔پختون عورتیں مردوں سے بھی زیادہ نماز کا اہتمام کرتی ہیں۔گھر کی بزرگ عورتیں تو نہ صرف یہ کہ خود نماز کی پابندی کرتی ہیں بلکہ گھر کے دوسرے افراد پر بھی نماز کی ادائیگی کے لیے زور ڈالتی ہیں ۔کھانے پینے کے اوقات کا تعین گھڑی سے کم اور نماز کی ادائیگی کے حوالے سے زیادہ ہوتا ہے۔ناشتہ،دوپہر کا کھانا اور رات کا کھانا ان اوقات کی نمازوں کے بعد کھایا جاتا ہے۔ زیتون بانو افسانہ ”شیشم کا پتا“ میں پختون گھرانوں میں نماز کے حوالے سے لکھتی ہے:

”صبح سویرے گلابے آئی اور ہولے سے بولی:بی بی اٹھو!نماز کا وقت ہو گیا ہے،چائے بھی تیار ہے،نماز پڑھ لو تو چائے لاتی ہوں۔“ (۱۱)

زندگی کے ہر مرحلے پر پختون عورتوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ عبادت، ریاضت اور اسلامی احکامات کی پابندی کریں۔جدید تہذیب کو پیچھے رکھ کر وہ اپنی تہذیبی اقدار اور اسلامی روایات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ زندگی کے ہر معاملے میں اسلام کو مقدم رکھتی ہیں۔ہر مشکل سے نکلنے اور ہر دکھ کا مداوا کرنے کے لیے وہ قرآن پاک کی طرف دیکھتی ہیں اور ختم قرآن شریف کرتی ہیں، نوافل ادا کرتی ہیں اور ہر قسم کے مذہبی رسوم کو پابندی سے ادا کرنا اپنے آپ پر فرض کیے رکھتی ہیں۔افسانہ ”سہارا“ میں جب اسد کو بے روزگاری کی تکالیف اور مشکلات سہنے کے بعد نوکری ملتی ہے تو اس کی ماں صبح سویرے اسے جگاتی ہے تاکہ وہ خدا کا شکر ادا کر سکے :”صبح سویرے اسد کو

اماں نے جگایا تاکہ ملازمت کے واسطے اللہ تعالیٰ سے شکرانے کے نوافل ادا کرے۔ نماز بھی با جماعت ہو۔ اسد نے اٹھ کر نوافل ادا کیے اور جب اذان ہوئی تو جماعت کے لیے مسجد کا رُخ کر لیا"۔(۱۲)

خیبر پختون خوا کے اردو افسانوں میں پختون تہذیب و ثقافت کے مختلف پہلوؤں اور مثبت و منفی دونوں رُخوں کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ کہانیاں انسانوں کی کمزوریوں کو سامنے لاتے ہوئے اسلامی قوانین کے رائج ہونے اور اس وجہ سے معاشرے کی بہتری پر دلالت کرتی ہیں۔ پختون عورت کے حوالے سے افسانوں میں اسلامی اصول وضوابط کا بیان محض فہرست سازی یا خانہ پُری کا عمل نہیں بلکہ یہ اس وسیع تر مفروضے کا ایک حصہ ہے کہ اسلام نہ صرف سماج میں بلکہ ادب میں بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار کا ترجمان اور رہبر ہے۔

اسلام میں مرد و عورت کی تخصیص ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ہے تاکہ گھر اور معاشرے میں توازن برقرار رہے۔ مسلمانوں کو ان کے اعمال کے مطابق آخرت میں جزا اور سزا دی جائے گی۔ اس میں عورت اور مرد کے درمیان فرق صرف ان کے اعمال کی وجہ سے ہوگا اور کسی وجہ سے نہیں۔ دونوں کو ان کے اپنے نیک یا بد اعمال کے لیے جزا یا سزا کا حقدار ٹھہرایا جائے گا۔

پختون سوسائٹی میں مرد کی برتری قائم زمانہ قدیم سے ہے۔ عورت ہمیشہ سے محنت و مشقت میں مرد کے ساتھ برابر کی شریک رہی۔ گھر دونوں نے مل کر بنایا۔ مرد باہر کی ذمہ داریاں ادا کرتا رہا تو عورت گھر سنبھالتی رہی۔ محنت دونوں کرتے رہے مگر ملکیت پر صرف مرد کا حق سمجھا جاتا تھا۔ اسلام کے قوانین پر عمل کرنے کی وجہ سے اور عائلی قوانین رائج ہونے سے عورت کو اس کے جائز حقوق ملنے لگے اور اس نے سکھ کا سانس لیا۔

فطرت نے عورت کا ماں بننے کا تحفہ دے کر اسے افضل مقام عطا کیا ہے۔ اسلام نے اسے گھر کی ملکہ بنایا ہے۔ وہ چاہے تو گھر سے باہر بھی ذمہ داریاں نبھا سکتی ہے اور آج کی پختون عورت گھر اور معاشرے کے اہم ستون کی حیثیت سے معاشرے میں سر اٹھائے کھڑی ہے۔ فرق صرف وہاں آجاتا ہے جہاں مرد اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی نہیں گزارتا۔ جو مرد صرف نام کا مسلمان ہوتا ہے وہی عورت کو پیر کی جوتی سمجھ کر اس پر ظلم کے پہاڑ توڑتا ہے۔ بحیثیتِ مجموعی پختون عورت دینِ ہدایت کی روشنی میں دیگر معاشروں کی عورت سے بہتر زندگی گزار رہی ہے۔

حوالہ جات

....

1. القرآن، سیپارہ ۳، سورۃ الحجرات، آیت:۴۹
2. اظہاراللہ اظہار، پروفیسر ڈاکٹر، سچائی، آخری افسانہ، اعراف پرنٹرز، محلہ جنگی، پشاور، ۲۰۲۱ء، ص ۱۱۲
3. شمیم فضل خالق، بدلہ، بدلتے موسموں کے رنگ، ملت ایجوکیشنل پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۳۱۸
4. القرآن، سیپارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۳۱
5. ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیماً، الحدیث :۵۱۴۶
6. مفلس درانی، بیٹادوروپے کا، صرف شرفاء کے لیے، مترجم قیوم مروت، گلشن ادب پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۵۲
7. القرآن، سیپارہ ۴، سورۃ النسأء، آیت :۱۱
8. سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، الحدیبیہ پبلی کیشنز، کراچی، س ن، ص ۱۹۴
9. پروین عظیم، ڈاکٹر، چودہ اگست، گورکی کی ماں، ندیم شبلی، نشید شبلی پبلی کیشنز، فیصل آباد، ۱۹۹۱ء، ص ۵۲
10. ارباب رشید احمد خان، آرزوئیں اور فاصلے، دھڑکنیں، مرتبین، زیتون بانو، تاج سعید، دوسری بار، مکتبہ ارژنگ، پشاور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۴۰
11. زیتون بانو، شیشم کا پتا، زندہ دکھ، مقبول اکیڈمی سرکلر چوک انارکلی، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۷
12. آصف سلیم اقبال، سہارا، موتی مرے ہوئے، ایڈورٹائزنگ اینڈ پروموشنل سروسز، پشاور، ۲۰۰۴ء، ص ۱۱۴

References

1.Al-Qur'an , Sipara 3 , Surah Al-hujrat , Verse :49
2.Izharullah Izhar ,Prof.Dr., Sachai , Akhri afsana, Aaraf printers, mohalla Jangi ,Peshawar , 2021,P112
3.Shamim fazal khaliq, Badla, Badalty mosamo ke rang , Millat educational printers , Lahor ,2000,P318
4.Al- Qur'an , Sipara 15, Surah Bani israel , Verse : 31
5.Abu Dawud , kitab al-adab , baab fi fazal min aal yatima ,Al-Hadees : 5146
6. Muflis Durani, Baita 2 ropay ka , Serf Shurfa ke leye , Motarjam Qayyom Marwat , Gulshan Adab publications , Lahor 1997 , P52
7.Al- Qur'an , Sipara 4, Surah An- nisa , Verse : 11
8.Sunan ibn-e-Maja , kitab al-wasaya , Alhudaibia Publications, Karachi ,n.d , P 194
9.Parween Azeem, Doctor , 14 August , Gorki ki maa , Nadeem Shebli ,Nasheed Shebli publications ,Faisal Abad ,1991,P 52
10.Arbab Rasheed Ahmad Khan , Aarzoen aor Fasly ,Dharkanen , murattabeen , Zaitoon bano ,Taj Saeed , dosri bar ,maktba arjang ,Peshawar , 1988 ,P140
11.Zaitoon bano ,Shesham ka patta , zenda dukh , Maqbool Acaidmi circular chowk anarkali , Lahor ,1998, P7
12.Aasif saleem iqbal ,Sahara , Moti Mary Howey , Adwertising and promotional services ,Peshawar , 2004,P114